جاسکے ۔[13] نیشنل یوتھ اسمبلی، مستقبل کے لیڈروں، بیوروکریٹس، سماجی کارکنوں، فلسفیوں اور ذمہ دار شہریوں کی تربیت کے مقصد کے تحت پارلیمانی سیشن منعقد کرانے والے نوجوانوں کے سب سے بڑے فورم کا کام دیتی ہے ۔[14] یہ پراجیکٹ سیاسی خواندگی کو فروغ دینے کے لئے تو اہم ہیں لیکن اگر اس شمولیت کے مختلف پہلوؤں کا تعین ریاست کرے گی تو ان کے ذریعے شمولیت کی آزادی کی ضمانت نہیں دی جاسکے گی۔

مستقبل میں سیاسی شمولیت کے امکانات

جمہوریت کو صحیح معنوں میں فعال بنانے کے لئے ضروری ہے کہ میثاق معاشرت کے تحت پرامن شمولیت کی آزادی کی ضمانت فراہم کی جائے۔ پاکستان میں اگرچہ سیاسیں فعالی کی سمجھ بوجھ اور سیاسی اداروں پر اعتماد کی سطح نوجوانوں میں پست ہے لیکن تبدیلی کا امکان بہرحال موجود ہے جو طلبہ یکجہتی مارچ اور عورت مارچ جیسی تحریکوں کے ذریعے آتی ہے۔ یہ تحریکیں جمود کی موجودہ کیفیت کو چیلنج کر رہی ہیں، نوجوان پاکستانیوں کو عملی زندگی میں پیش آنے والے تجربات کی بنیاد پر اپنی تنظیم کر رہی ہیں، ان کے روزمرہ مسائل اور اس امتیاز کو اجاگر کر رہی ہیں جس سے ان طلبہ اور مخنث افراد کا واسطہ پڑتا ہے جنہیں پاکستان بھر میں ان کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے اور ان کی نسلی وابستگی، طبقے، مذہب، صنف یا جنسی رجحان کی بناء پر امتیاز کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

یہ تحریکیں برنارڈ کرک کے بقول اس 'فعال شہری' کا آئیڈیل ہیں جو معاشرے کی بہتری کے لئے حقیقی تبدیلی لانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ موجودہ حکومت جو 'نوجوانوں کے ووٹ' پر منتخب ہوئی اور جس نے انٹرپرینیورشپ سے متعلق پروگراموں کے ذریعے ان کی حمایت کرنے کی کوشش بھی کی ہے البتہ اس نے فلاح و بہبود پر ایسی کٹوتیاں بھی کی ہیں جس سے نوجوان متاثر ہوئے ہیں، اسے جمہوری شمولیت کے ذریعے اختلاف رائے کا امکان بھی پیدا کرنا ہوگا۔ پرامن نوجوان مظاہرین کو اپنے آزادی تقریر و اجتماع کے حق کا استعمال کرنے پر بغاوت کا سزاوار ٹھہرانے سے نہ صرف موجودہ حکومت کے بارے میں کوئی اچھا تاثر پیدا نہیں ہوتا بلکہ جمہوریت کو مستحکم بنانے کی اس موزوں ترین گھڑی کو بھی نقصان پہنچتا ہے جس میں سیاسی طور پر فعال نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملایا جاسکتا ہے کیونکہ یہ چیزیں لاتعلقی اور لاپرواہی کا شکار نوجوانوں کی اکثریت پر ظاہر کرتی ہیں کہ شمولیت کی آزادی بہرحال موجود ہے اور جمہوری پاکستان میں مثبت نتائج دکھا سکتی ہے۔

© UNDP Pakistan

13 یوتھ پارلیمنٹ۔ مزید معلومات کے لئے دیکھیں: http://www.youthparliament.org.pk/about.html

14 نیشنل یوتھ اسمبلی۔ مزید معلومات کے لئے دیکھیں: http://www.nya.com.pk

اپنا کاروبار کے لئے سازگار ماحول اور پاکستانی نوجوان

یوسف حسین

چیف ایگزیکٹو آفیسر، انگنیٹ
سابق چیف ایگزیکٹو آفیسر، کریس سافٹ انکارپوریٹڈ
ماہر ٹیکنالوجی و سرمایہ کار

”کبھی بھی دور کے لوگ نئے خیالات اور نئی راہیں نکالنے میں اپنی استعداد کا پوری طرح اندازہ نہیں لگا پاتے۔ ہم لوگوں کا اس بات کا ادراک ہی نہیں ہو پاتا کہ ابھی کتنے خیالات کا دریافت ہونا باقی ہے۔ ممکنات جمع کے اصول پر نہیں، ضرب کے اصول پر بڑھتے ہیں“۔
پال رومر، نوبل انعام یافتہ برائے معاشیات، 2017

اپنا کاروبار یا انٹرپرینیورشپ (Entrepreneurship)، جدت اور ٹیکنالوجی کے میدانوں میں ان گنت راہیں پاکستانی نوجوانوں کی منتظر ہیں لیکن ان راہوں کو پانے کے لئے ضروری ہے کہ سرمایہ کار، بڑے کاروباری ادارے، حکومتیں، تدریسی ماہرین اور خود نوجوان بے باکی اور اعتماد سے کام لیں۔

بے باکی سے مراد ہمت دکھانا ہے اور ایسے سٹریٹیجک منصوبے شروع کرنا اور انہیں عملی جامہ پہنانا ہے جو مکمل تحقیق، باقاعدہ منصوبہ بندی اور برابر نگرانی پر مبنی ہوں۔ ایسا ہی ایک منصوبہ اگنیٹ (Ignite) کے پانچ ’نیشنل انکیوبیشن سنٹرز‘ (این آئی سی) ہیں جنہوں نے ایک سال اور تین ماہ کے عرصے میں عملی سرگرمیاں شروع کر دیں اور جہاں سے شروعات کرنے والے 300 سٹارٹ اپ (Startup) عملی میدان میں قدم رکھ چکے ہیں جن پر حکومت کی طرف سے لگائے جانے والے ایک روپے کے سرمایہ پر نجی اور ترقیاتی شعبے نے تقریباً سات روپے تک فنڈز فراہم کئے۔ این آئی سی کی اس کاوش کی بدولت نیسٹ آئی او (Nest I/O)، پلینگ (Plang)، نسٹ ٹیکنالوجی انکیوبیشن سنٹر (ٹی آئی سی) اور انویسٹ ٹو انوویٹ (i2i) جیسے دیگر کامیاب انکیوبیٹرز کی سرگرمیوں کو بھی تقویت ملی جنہوں نے اس میدان میں نئی راہیں نکالیں۔

ایسی ہی ایک اور مثال انگنیٹ کے زیر اہتمام آرٹیفیشل انٹیلی جنس (Artificial Intelligence) پر کام کرنے والا آن لائن فری لانسر تربیتی پلیٹ فارم DigiSkills.pk ہے جس میں ایک سال سے بھی کم عرصے میں تربیت کے لئے داخلہ لینے نوجوانوں کی تعداد دس لاکھ کے لگ بھگ پہنچ چکی ہے۔ تیسرے فریق کے جائزہ یا تھرڈ پارٹی اویلیویشن کے مطابق یہ فری لانسر سالانہ زرمبادلہ کی شکل میں گیارہ کروڑ ڈالر کما رہے ہیں۔ یہ اس حقیقت کی بناء پر کچھ بری کارکردگی نہیں کہ اس منصوبے پر کل تقریباً پچاس لاکھ ڈالر خرچ آیا تھا۔ DigiSkills.pk نے فری لانسنگ کے میدان میں پاکستان کو دنیا بھر میں سب سے آگے لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انکیوبیٹر اور تربیت میں شریک افراد میں زیادہ تر نوجوان شامل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ نہ صرف اپنا کاروبار کی راہ پر قدم رکھنے والے ان لوگوں پر بلکہ دیگر متعلقہ فریقوں پر بھی اعتماد کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ عالمی بینک کی ’انوویشن پیراڈاکس 2019 رپورٹ‘ (Innovation Paradox 2019 Report) میں بتایا گیا ہے کہ ترقی پذیر ملکوں میں جدت کی راہ میں ایک سب سے بڑی رکاوٹ اس تمام تر نظام کے مختلف کرداروں کے درمیان مناسب باہمی روابط کا فقدان بھی ہے۔ ہر سال پچیس سے چالیس کے درمیان سٹارٹ اپس نے جب این آئی سی سے نکل کر عملی میدان میں قدم رکھنا شروع کیا تو ظاہر ہے یہ سب کے سب مطلوبہ معیار پر اچھی طرح پورا نہیں اترتے تھے جس پر بعض حلقوں کی طرف سے تنقید بھی کی گئی۔ لیکن ہر نئے کورس کے ساتھ ہر انکیوبیشن سنٹر میں بہتری آتی گئی۔ بہترین صورت یہ ہوتی ہے کہ انکیوبیٹر میں کم سے کم سٹارٹ اپس کے ساتھ کام شروع کیا جائے اور پھر آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھائی جائے۔ لیکن حکومتی فنڈز پر کام کرنے والے پروگرام کو پروکیورمنٹ کے قواعد سے متعلق مشکلات کے باعث بعد میں توسیع دینا مشکل ہوتا ہے۔ اس ماحول میں سرگرم ہر کردار کے لئے ایک دوسرے کی خواہشات، صلاحیتوں اور حدود کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔

یہاں نوجوانوں کو میسر، انٹرپرینیورشپ کے مواقع کی اقسام کے لحاظ سے درجہ بندی ضروری ہے۔ نئے کاروبار دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو جدت پر مبنی ہیں، جنہیں ”سٹارٹ اپس“ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ دوسرے وہ جنہیں چھوٹے یا درمیانے کاروبار یا مائیکرو انٹرپرائز (Microenterprise) کا نام دیا جا سکتا ہے۔ جدت کی تعریف کچھ اس طرح کی جا سکتی ہے کہ ”کسی خیال یا آئیڈیا یا پھر ایجاد کو ایسی مصنوعات یا خدمات کی شکل دے دی جائے جو معاشرے پر اپنا اثر دکھائے“۔ گزشتہ چند صدیوں کے دوران جو فراوانی، غربت میں کمی، طرز زندگی میں تبدیلیاں اور روزگار کے نئے مواقع سامنے آئے ہیں ان میں سے زیادہ تر ریلوے، بجلی، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور اب چوتھے صنعتی انقلاب (4IR) جیسی جدت آمیز تبدیلیوں کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ آج کی دنیا کی بڑی بڑی کارپوریشنز مثلاً ایپل، ایمیزون، ایلفابیٹ-گوگل، وغیرہ، یہ سب کسی زمانے میں سٹارٹ اپس تھے اور آج اسی طرح کے سٹارٹ اپس امریکہ، چین، فن لینڈ، سنگاپور اور دنیا کے دیگر ممالک میں معاشی افزائش اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں پیش پیش ہیں۔ دوسری جانب ایس ایم ای، اگرچہ اس طرح کی انقلابی تبدیلیاں نہیں لاتے لیکن بہرحال اپنی بڑی تعداد کے باعث معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں۔

پاکستان میں سمال اینڈ میڈیم انٹرپرائز ڈویلپمنٹ اتھارٹی یا سمیڈا ایک حکومتی ادارہ ہے جو ایس ایم ایز کو فروغ دیتا ہے جن میں دکانیں، ڈیری فارم، جم، ٹیلرنگ ہاؤس یا آئی ٹی سروسز کی فرموں سمیت ہر طرح کے کاروباری ادارے شامل ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ایک ایس ایم ای کوئی جدت آمیز سوچ اپناتے ہوئے اپنے آپ کو دیگر ایس ایم ایز کے مقابلے میں منفرد اور ممتاز بنا لے اور کسی سٹارٹ اپ کی طرح کام کرنا شروع کر دے، لیکن ایس ایم ایز کی بڑی اکثریت ایسے اداروں پر مشتمل ہے جو معمول کے کاروبار پر خوش ہیں۔ کئی غیر ملکی امدادی پروگرام اور کثیر سطحی ادارے ایسے ہیں جو ایس ایم ایز اور مائیکرو انٹرپرائز کو تربیت اور فنڈز کی فراہمی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

ٹیکنالوجی کی بدولت آپ دن دوگنی، رات چوگنی والی کیفیت پیدا کر سکتے ہیں جس کے لئے ضروری ہے کہ آپ مائیکرو انٹرپرائز کے ایسے نیٹ ورکس بنائیں جنہیں صارفین، سپلائیرز اور ڈسٹری بیوٹرز تک بہتر رسائی حاصل ہو۔ گھر سے کاروبار کرنے والے کئی ادارے جنہیں زیادہ تر خواتین چلا رہی ہیں، فیس بک کے ذریعے کپڑے، جیولری، ہینڈ بیگ اور ٹیوشن پڑھانے جیسی خدمات و مصنوعات کا کاروبار کر رہے ہیں اور اس کا لین دین بھی کر رہے ہیں۔

سوشل میڈیا پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے کئی ایسے بااثر لوگ (Influencers) ہیں جن کے فالوئرز (Followers) بڑی تعداد میں ہیں اور اپنی اس حیثیت کا استعمال کرتے ہوئے وہ کلائنٹس کو مصنوعات فروخت کرتے ہیں۔ 'اگنیٹ سیڈ فنڈ' (Ignite Seed Fund) کی مالی مدد سے قائم کی گئی کمپنی 'ٹیک لٹس' (Techlets) نے اب ایک منڈی یا مارکیٹ پلیس بنائی ہے جو ان بااثر لوگوں اور ایس ایم ایز کے درمیان رابطے پیدا کرتی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے فائدے کے لئے کام کر سکیں۔ ایک اور سٹارٹ اپ 'ایمپررز بازار' (Emperors Bazaar) نے آزادانہ طور پر کام کرنے والے دستکاروں کا ایک نیٹ ورک بنایا ہے۔ این آئی سی کوئٹہ کی فارغ التحصیل خاتون کی زیر قیادت کمپنی 'ڈاک' (Doch) تین سو سے زائد خواتین مائیکرو انٹرپرینیورز کا ایک نیٹ ورک چلا رہی ہے جنہیں ایک ایپلیکیشن کے ذریعے کام اور ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔ کئی دوسرے سٹارٹ اپ ایسے بھی ہیں جنہوں نے آزادانہ حیثیت میں کام کرنے والے ترکھانوں، برقی آلات کے کاریگروں اور پلمبروں کے نیٹ ورک بنائے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ابھی تک ان میں سے کوئی بھی اس سطح کو نہیں پہنچ پایا جہاں آپ یہ کہہ سکیں کہ انہوں نے مثال کے طور پر امریکہ کی 'ٹاسک ریبٹ' (Task Rabbit) کی طرز پر کوئی بہت بڑا اثر دکھایا ہو، لیکن ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ آئندہ چند سالوں میں ایسا ضرور ہوگا۔ DigiSkills.pk نے لاکھوں کی تعداد میں فری لانسرز کو تربیت دی ہے جنہیں آپ مائیکرو انٹرپرائزز میں شمار کر سکتے ہیں اور جو کئی ممالک کو ڈیجیٹل مارکیٹنگ، لوگو اور بروشر وغیرہ کی ڈیزائننگ، ویب سائٹ کی تیاری اور بنیادی نوعیت کی ڈیجیٹل لٹریسی جیسے شعبوں میں خدمات فراہم کر رہے ہیں۔ بسا اوقات جو فری لانسرز مصنوعات فروخت کرنے میں عمدہ مہارت رکھتے ہیں، وہ بہتر تکنیکی مہارت رکھنے والے نوجوانوں کے ساتھ مل کر ایس ایم ای بنا لیتے ہیں۔

یوں اب ہم اس کام کے مستقبل کی طرف آجاتے ہیں۔ درمیانے درجے کی ان ڈیجیٹل مہارتوں کی جگہ اب آرٹیفشل انٹیلی جنس (Artificial Intelligence) یا اے آئی لے رہی ہے اس لئے پاکستان کو اب اے آئی، انٹرنیٹ آف تھنگز (Internet of Things)، سائبر سکیورٹی (Cyber Security)، آگمنٹڈ ریئلٹی (Augmented Reality) اور بلاک چین (Blockchain) جیسے شعبوں میں اپنی مہارتوں کو بڑھانا ہوگا اور انہیں وسعت دینا ہوگی۔ ان مہارتوں میں نوجوانوں کو تربیت دینے کے لئے مختلف پروگراموں پر کام جاری ہے جن میں ایک صدارتی پروگرام (Presidential Initiative) بھی شامل ہے جو دراصل ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس میں آن لائن کے ساتھ ساتھ کلاس روم سمیت مختلف تربیتی سرگرمیوں کو یکجا کر دیا گیا ہے اور آگے چل کر اس میں مزید وسعت کی گنجائش بھی موجود ہے۔

اگنیٹ سیڈ فنڈ کے تحت 'نالج پلیٹ فارم' کے نام سے ایک سٹارٹ اپ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت مڈل سکول کے ایک لاکھ بچوں کو ملی جلی طرز پر STEM کی تربیت فراہم کی جا رہی ہے جس سے طلبہ کی صلاحیتوں میں نمایاں اضافہ ہو رہا ہے جس کا ثبوت ان کے بہتر گریڈز ہیں۔ حال ہی میں اس کمپنی نے بیس لاکھ ڈالر کے فنڈز کا ایک راؤنڈ مکمل کر لیا ہے جس کے بعد اس کی مالیت اسی لاکھ ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ تخلیقی سوچ، ذہنی ہم آہنگی اور پہل کا جذبہ، مستقبل میں یہ مہارتیں کام آئیں گی کیونکہ مستقل ملازمتوں کی نسبت فری لانس کام کرنے کا رجحان دن بہ دن بڑھ رہا ہے اور آرٹیفشل انٹیلی جنس اور روبوٹکس جیسی چیزیں ضابطے کی کارروائیوں اور حساب کتاب کی جگہ لے رہی ہیں۔

STEM کے ساتھ ساتھ ان مہارتوں کی بھی مزید حوصلہ افزائی کرنا ہوگی اور پرائمری سکول سے ہی ان پر کام شروع کرنا ہوگا۔ ہمارے ملک میں کئی ایسے سٹارٹ اپس موجود ہیں جو روبوٹک کٹس بنا رہے ہیں جو تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارتی ہیں۔ سکینڈے نیویا کے سکول اس میدان میں سب سے آگے ہیں جو دنیا کو بتا رہے ہیں کہ سکول کا ماحول دلچسپ ہو اور اس میں ذہنی ہم آہنگی ہو تو شدید دباؤ اور مقابلے کا شکار روایتی تدریسی ماحول کی نسبت یہ زیادہ باصلاحیت شہری تیار کرتا ہے۔

شروع میں پاکستان میں سٹارٹ اپس کا حلقہ چھوٹا سا تھا یہاں تک کہ جنوبی ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے کئی ہمسایہ ممالک بھی ہم سے آگے تھے لیکن گزشتہ چند سالوں کے دوران خاص طور پر تھری جی/فور جی نیٹ ورکس کے تیز پھیلاؤ، سمارٹ فونز، انٹرنیٹ صارفین اور بڑھتے ہوئے متوسط طبقے کی بدولت اس میں بھرپور افزائش دیکھنے میں آئی ہے۔ اس حوالے سے ایک بیج اس وقت بویا گیا جب علی بابا گروپ میں شامل کمپنی 'آنٹ فنانشل' (Ant Financial) نے اندرون ملک ترسیل زر کی خدمات فراہم کرنے والے 'ایزی پیسہ' میں ایک بڑی سرمایہ کاری کی جسے آپ ایک سٹارٹ اپ کا نام بھی دے سکتے ہیں جس کی بدولت ایزی پیسہ کی مالیت اب تقریباً نصف ارب ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ اس طرح کے کئی ادارے موجود ہیں مثلاً یو ایس ایڈ کا ایس ایم ای اے پروگرام، 47 وینچرز، سرمایہ کار، i2i، یا اس کے علاوہ فاطمہ، کریسنٹ، الہی اینڈ لیکن اور اینجل انوسٹرز جیسے بڑے کاروباری گھرانوں کے وینچر کیپیٹل فنڈز، جو چند لاکھ ڈالر تک مالیت کے بنیادی فنڈز فراہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ گزشتہ چند سالوں کے دوران کئی سٹارٹ اپس اپنی سرگرمیاں بڑھا کر اس سطح کو پہنچ گئے ہیں جہاں انہیں چند ملین ڈالر تک کے سیریز اے کے فنڈز کی ضرورت پڑتی ہے۔ ماضی میں 'پاک ویلز'، 'روزی' اور 'زمین' جیسے سٹارٹ اپس کو غیر ملکی سرمایہ کاروں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے بے پناہ کوشش کرنا پڑی۔ پاکستان کے لئے مخصوص سیریز اے فنڈ کی ضرورت سب سے زیادہ ہے۔

انٹرپرینیورشپ کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے میں حکومت کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ معیشت میں چینی حکومت کے کردار کے بارے میں سبھی جانتے ہیں، یہاں تک کہ امریکی حکومت نے بھی سلیکان ویلی، ادویہ سازی کی صنعت اور اب نینو ٹیکنالوجی کو بنانے میں ناگزیر کردار ادا کیا۔ حکومت کے اس کردار میں کنٹریکٹس میں معاونت، فنڈز کی فراہمی، ٹیکسوں پر عارضی استثناء اور وفاق، ریاست اور شہر کی سطح پر معاون پالیسیاں شامل تھیں۔ بھارتی حکومت نے 2015 میں ایک ارب ساٹھ کروڑ ڈالر کا سٹارٹ اپ پروگرام شروع کیا حالانکہ سٹارٹ اپس کے میدان میں فنڈز، مالیت اور اثرات کے اعتبار سے بھارت پہلے ہی بہت آگے تھا۔

پاکستان میں سٹارٹ اپس اور ایس ایم ایز کے لئے ماحول بہتر بنانے کے لئے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے: کاروبار کرنے کی آسانی، بالخصوص ٹیکس امور اور غیر ملکی سرمایہ کاری، ٹیکسوں میں عارضی استثناء اور مراعات، پے منٹ گیٹ وے اور مائیکرو پے منٹ لائسنس نظام کا قیام، فن ٹیک جیسے شعبوں میں نظام الاوقات پر مبنی قواعد وضوابط کی تشکیل، کریڈٹ کی دستیابی، سپیشلٹی انکیوبیٹرز کا قیام، لازمی بنیاد پر حکومتی کنٹریکٹس کا اجرائی، جس میں سرکاری و نجی شعبے کی پارٹنرشپ کے طور پر ای گورنمنٹ کا نیا یا ہم مربوط پروگرام بھی شامل ہے، اور آرٹیفشل انٹیلی جنس اور سائبر سکیورٹی کے شعبوں میں قومی حکمت عملیوں کی تشکیل۔

حالیہ عرصے کے دوران ان میں سے کچھ شعبوں میں نئی راہیں پیدا کی گئی ہیں لیکن اس میں تسلسل بہت ضروری ہے جبکہ دیگر اقدامات پر کام شروع کرنے کی ضرورت اپنی جگہ موجود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اقدامات ٹکڑوں کی شکل میں نہ ہوں بلکہ ایک سوچے سمجھے بے باک منصوبے کا حصہ ہونے چاہئیں جس پر عملدرآمد کی نگرانی کی جائے اور مسلسل بنیاد پر اس میں بہتری لائی جائے اور جس میں تمام کردار اعتماد کی بنیاد پر مل کر کام کریں۔

بہت سے اچھے اور مثبت رجحانات بھی سامنے آرہے ہیں۔ انٹرپرینیورشپ بالخصوص سٹارٹ اپس کی اہمیت پر حکومت کا یقین دن بہ دن مضبوط ہو رہا ہے اور وہ بنیادی ڈھانچے کی ضروری سہولیات پیدا کر رہی ہے۔ سٹارٹ اپس کی بنیاد رکھنے والے ہونہار اپنے تجربے سے سیکھ کر اپنے آپ کو بہتر سے بہتر بنا رہے ہیں۔ P@SHA کی سالانہ سرمایہ کانفرنس جیسی سرگرمیوں سے بین الاقوامی اور ملکی سرمایہ کاروں کی دلچسپی مسلسل بڑھ رہی ہے اور سرمایہ کاری میں اضافے کا سلسلہ جاری ہے۔ حال ہی میں مشہور زمانہ سلیکان ویلی وی سی فنڈ 'فسٹ راؤنڈ کیپیٹل'، جو اس سے پہلے اُبر (Uber) میں سرمایہ کار رہی تھی، نے دیگر سرمایہ کاروں کے ساتھ ایئر لفٹ (AirLift) میں 14 ملین امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے۔ متحدہ عرب امارات کی کمپنی کریم، جس میں زیادہ تر پاکستانی شامل ہیں اور جو اس کی قیادت بھی کر رہے ہیں، کی خریداری سے بڑی تعداد میں پاکستانی کروڑپتی افراد کی صف میں شامل ہو گئے ہیں جس سے سٹارٹ اپس کے بارے میں لوگوں کے خیالات میں بہت بہتری آئی ہے۔ اس بناء پر پاکستان میں اس وقت انٹرپرینیورشپ کے لئے ماحول سازگار ہے جس میں کئی شاندار مواقع نئے آنے والوں کے منتظر ہیں۔

کیس سٹڈیز

ہمارے نوجوانوں کی خود مختاری

کامیاب لوگ

1 کہانیاں

یو این ڈی پی: روزگار، تعلیم اور شمولیت پر سرمایہ کاری کے ذریعے نوجوانوں کی بہتری کے لئے سرگرم

نیشنل ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ، 2019 میں ترقی کی راہ میں درپیش جن مشکلات کی نشاندہی کی گئی تھی، ان پر عملی سرگرمیوں کو آگے بڑھاتے ہوئے یو این ڈی پی پاکستان نے روزگار، تعلیم اور شمولیت (3-Es) کے بنیادی مقاصد کے تحت ''یوتھ امپاورمنٹ پروگرام'' (وائی ای پی) کا آغاز کیا۔ یہ پروگرام ایک کثیر رخی حکمت عملی پر مبنی ہے جس کا مقصد تنازعہ سے متاثرہ علاقوں کے نوجوانوں کے لئے ایسا سازگار ماحول پیدا کرنا ہے جس میں وہ مثبت تبدیلی اور ترقی کے علمبردار بن کر ابھر سکیں۔

یو این ڈی پی اس پروگرام کو عملی جامہ پہناتے ہوئے حکومت پاکستان کے علاوہ محرومی کا شکار نوجوانوں اور دیگر اہم متعلقہ فریقوں کے ساتھ براہ راست مل کر بھی کام کر رہا ہے اور اس بات کو یقینی بنانے کے لئے سرگرم عمل ہے کہ ''تمام نوجوانوں کو پاکستان کی سماجی، سیاسی و معاشی ترقی کے عمل میں حصہ لینے کے برابر مواقع میسر ہوں تاکہ تمام نوجوان خود کو معاشرے کا بااختیار حصہ سمجھیں اور اس کے مستقبل میں اپنی جگہ بنا سکیں''۔

یہ پروگرام اپنی سرگرمیوں کے ذریعے شاندار مثبت اثرات دکھانے میں کامیاب رہا ہے اور اس کی بدولت کامیاب ہونے والے کچھ لوگوں کی کہانیاں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔

معاشرے میں تبدیلی کے لئے سرگرم عمل

''ہم معاشرے میں موجود برائیوں پر آنکھیں بند نہیں رکھ سکتے۔ اپنی کمیونٹی کے لئے کام کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے تاکہ ہر شخص کو اس کی ذات، مذہب اور نسلی وابستگی سے قطع نظر انصاف اور امن نصیب ہو۔ بھلے ان کی تعداد کم ہے لیکن اپنی حیثیت کے اعتبار سے وہ کسی دوسرے مسلمان سے کم نہیں''

پچیس سالہ میمونہ اختر کا تعلق پشاور سے ہے اور وہ پشاور یونیورسٹی سے جرنلزم اینڈ ماس کمیونیکیشن میں ماسٹرز ڈگری حاصل کر چکی ہیں۔ میمونہ اتنی خوش قسمت تو نہ تھیں کہ ایک پرآسائش زندگی بسر کر سکتیں لیکن اپنے اردگرد مذہبی عدم برداشت ہمیشہ ان کے لئے بے سکونی کا باعث رہی ہے۔ 2016 میں جب خبر آئی کہ ایک مسجد میں بنے فوارے کا پانی پینے پر لوگوں نے ایک عیسائی لڑکے کو مار مار کر موت کی نیند سلا دیا تو میمونہ کی سوچ یکسر بدل کر رہ گئی۔ انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا کہ آئندہ اس طرح کے ناخوشگوار واقعات نہ ہونے پائیں اور انہوں نے اس اصلاحی مشن کی خاطر کام شروع کر دیا۔

وہ یو این ڈی پی کے یوتھ امپاورمنٹ پروگرام کے تحت چھ ماہ کے تربیتی پروگرام کے لئے منتخب ہوئیں۔ نوجوان خواتین کے لئے امن و سلامتی سے متعلق اس پروگرام پر انسان فاؤنڈیشن ٹرسٹ کام کر رہا تھا جس میں ایک اقامتی ورکشاپ کے بعد انہیں ایک سوشل ایکشن پراجیکٹ تشکیل دینا تھا۔ وہ سمجھتی ہیں کہ اپنے ہم خیال لوگوں کا نیٹ ورک بننے سے انہیں اس سنگین مسئلے پر کام کرنے کے لئے ایک عمدہ آغاز مل گیا۔

میمونہ نے اپنی کمیونیکیشنز کی ڈگری سے بھی فائدہ اٹھایا اور ''پیس پروموٹرز'' کے نام سے ایک فیس بک پیج بنا لیا۔ اس پیج کا بنیادی تصور ایک ایسا پلیٹ فارم بنانا تھا جہاں ملک بھر میں امن و برداشت کی خاطر کام کرنے والے کارکن، چاہے وہ کسی بھی مذہبی یا نسلی گروپ سے تعلق رکھتے ہوں، ایک جگہ جمع ہو سکیں اور مختلف مذاہب کے درمیان مشترکہ باتوں کو اجاگر کر سکیں۔ ان کوششوں کو موثر بنانے میں امن و سلامتی کی مایہ ناز خواتین ماہرین میمونہ کی سرپرستی کر رہی تھیں۔

جلد ہی عیسائی، ہندو اور سکھ نوجوانوں کے علاوہ دیگر مذہبی و نسلی گروپوں کے نمائندے بھی اس میں شامل ہونے لگے اور یہ نیٹ ورک بڑھنے لگا۔ پیج شروع کرنے کے چند ماہ کے اندر ہی ارکان کی تعداد دو سو سے بڑھ گئی اور ان لوگوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر امن و برداشت کے فروغ کے طریقوں پر کام کرنا شروع کر دیا۔

میمونہ اور 'پیس پروموٹرز' کے دیگر ارکان نے فیصلہ کیا کہ اس امن ڈائیلاگ کو عملی میدان میں پھیلایا جائے جس پر خیبر پختونخواہ کے مذہبی مراکز کے دورے کرنے کا آئیڈیا سامنے آیا جن میں کوئی بھی فرد جو مختلف مذاہب اور ان کی اقدار کے بارے میں جاننا چاہتا ہو، حصہ لے سکتا تھا۔ چند ماہ کے اندر ہی، اپنے نیٹ ورک کی حمایت سے میمونہ کئی مساجد، درباروں، گرجا گھروں، مندروں اور گردواروں کے دوروں کا اہتمام کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ میمونہ اب ہر مہینے کے آخری ہفتے کے دن ایک دورے کا انتظام کرتی ہیں اور اس کے شرکاء کی تعداد ہر دورے کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔

ان کی کاوشوں کا اعتراف قومی اور بین الاقوامی سطح پر کیا جا رہا ہے اور پیس پروموٹرز کا ذکر وائس آف امریکہ سمیت متعدد ٹی وی چینلز اور اخبارات پر سامنے آ چکا ہے۔ میمونہ اب پیس پروموٹرز کی باضابطہ رجسٹریشن کرانا چاہتی ہیں تاکہ وہ گرانٹس کے لئے درخواستیں دے سکیں اور معاشرے میں امن و برداشت کے فروغ کے لئے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کر سکیں۔ وہ یو این ڈی پی کی جانب سے فراہم کئے گئے سیکھنے کے موقع پر شکر گزار ہیں جس کی بدولت انہیں یہ جاننے کا موقع ملا کہ وہ باہمی شمولیت پر مبنی معاشرہ یقینی بنانے میں اپنا کردار کس طرح ادا کر سکتی ہیں۔

© UNDP Pakistan

کمپیوٹر، ذریعہ آمدن

قانون کے خلاف تنازعہ کی کیفیت کا شکار ہو جانے والے نوجوانوں کا شمار پاکستان میں آبادی کے ان طبقات میں ہوتا ہے جن کے لئے خطرات سب سے زیادہ ہیں۔ ایک طرف یہ لوگ جرائم پیشہ سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں تو دوسری جانب ناقص سہولیات اور جیلوں کے جزا و سزا پر مبنی نظام کی وجہ سے ایک بار کا قیدی ہمیشہ کے لئے عزت و وقار سے محروم ہو جاتا ہے اور جرم کا داغ اس کے ماتھے پر ایسا لگتا ہے کہ رہائی کے بعد بھی معاشی اور سماجی لحاظ سے دوبارہ انضمام کا کوئی امکان مشکل ہی نظر آتا ہے۔ حکومت جاپان کی معاونت سے یو این ڈی پی اس مسئلے پر اپنے یوتھ امپاورمنٹ پروگرام کے تحت کام کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں 'یوتھ فل افنڈرز انڈسٹریل سکول' (وائی او آئی ایس)، ملیر ڈسٹرکٹ جیل اور خواتین جیل، کراچی میں پندرہ سے انتیس سال عمر کے سو نوجوان قیدیوں کی نفسیاتی کونسلنگ (Psychological Counselling) کی گئی اور انہیں روزگار کے لئے مہارتوں کی تربیت اور غیر رسمی تعلیم دی گئی۔ حکومت جاپان کی مدد سے مہارتوں کی تربیت اور ذاتی ترقی کے ان اقدامات کا مقصد نوجوانوں کے تشدد اور مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے خطرات میں کمی لانے کے لئے انہیں ضروری علم اور مہارتوں سے لیس کرنا ہے تاکہ وہ رہائی کے بعد سود مند اور ذمہ دار شہری بن کر رہ سکیں۔

احمد کی عمر سولہ سال ہے اور وہ اس وقت وائی او آئی ایس میں ہیں۔ چوری کے الزام پر بچوں کی اس جیل میں بند ہونے سے پہلے احمد اپنے دوستوں کے ایک گروپ کے ساتھ کراچی کی سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا تھا۔ جو چھوٹے موٹے کام کر کے کچھ رقم جمع ہوتی اسے وہ وڈیو گیمز اور انٹرنیٹ پر خرچ کر دیتا۔ زیادہ تر پیسے وہ شہر کی کچی آبادیوں میں بنے انٹرنیٹ کیفے پر فحش وڈیوز دیکھنے پر خرچ کر دیتا۔ وائی او آئی ایس میں قید ہونے کے بعد احمد کی زندگی کا کوئی مقصد نہ رہا کیونکہ اس کے پاس تعمیری سرگرمیوں کے انتہائی محدود مواقع رہ گئے تھے۔ یہ سب کچھ اس وقت بدلا جب احمد نے وائی ای پی کے تحت نوجوان قیدیوں کے لئے ڈیجیٹل لٹریسی پروگرام میں داخلہ لیا۔

کورس انسٹرکٹر کے مطابق احمد نے بڑی تیزی کے ساتھ Adobe Illustrator اور فوٹوشاپ میں مہارت حاصل کی۔ وہ مائیکروسافٹ پینٹ کے ذریعے ڈرائنگ اور سکیچنگ کی قدرتی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔ یوں احمد نے رسمی تعلیم کے تحت پڑھنے والے ساتھی قیدیوں کی نسبت کہیں زیادہ تیزی سے ان تمام سافٹ ویئرز میں مہارت حاصل کر لی۔ احمد کے پاس اب بہتر مہارتیں ہیں اور اپنی زندگی کے فیصلوں میں (وائی ای پی کے تحت نفسیاتی کونسلنگ کی مدد سے) زیادہ احتیاط سے کام لیتے ہوئے اب وہ ایک گرافک ڈیزائنر کے طور پر اپنی روزی کما سکتا ہے۔

''میں ہمیشہ کمپیوٹر کو تفریح اور فضول کاموں کے لئے استعمال کرتا رہا اور کبھی اس بات کا اندازہ ہی نہ کیا کہ اسے پیسے کمانے کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنی ٹریننگ مکمل کر لی ہے۔ رہائی کے بعد میں اپنی گرافک ڈیزائنر کی مہارتوں کو کام کے لئے استعمال کروں گا''۔

سکھانے سے اپنا کاروبار چلانے تک

”میرا کاروبار اچھا خاصا چل رہا ہے اور اب میرے حالات اتنے اچھے ہیں کہ اپنے والدین کا سہارا بن سکتی ہوں!“۔ پلوشہ

اٹھارہ سالہ پلوشہ زیب کا تعلق خیبر پختونخواہ کے علاقے ہری پور کے ایک چھوٹے سے قصبے کی دیہی آبادی سے ہے۔ چھوٹی عمر سے ہی پلوشہ کو گھر کی آمدنی میں حصہ ملانا پڑتا تھا کیونکہ ان کے والد کچھ شدید بیماریوں کے باعث بیروزگار تھے اور ان کا چھوٹا بھائی سکول میں پڑھ رہا تھا۔

پلوشہ نے انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی اور اپنی والدہ کے ساتھ ایک ووکیشنل سنٹر میں بطور ٹیچر کام شروع کر دیا جہاں وہ طلبہ کو بیوٹیشن کورس پڑھاتی رہیں۔ مرکز میں پڑھانے کے باوجود بھی وہ اس قابل نہ تھیں کہ اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح بروئے کار لا سکیں اور پھر آمدنی بھی برائے نام ہوتی تھی۔

اسی دوران پلوشہ نے نوجوانوں کے لئے ”انٹرپرینیورشپ ٹریننگ“ (Entrepreneurship Training) کے بارے میں سنا جو یو این ڈی پی پاکستان کے یوتھ امپاورمنٹ پروگرام کے تحت کشف فاؤنڈیشن کی طرف سے کرائی جا رہی تھی۔ پلوشہ نے اس پروگرام میں داخلہ لے لیا۔ پانچ روزہ تربیت سے انہوں نے کاروبار کے لئے مفید مہارتیں اور کام کی باتیں سیکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کشف فاؤنڈیشن سے قرضہ لے کر اپنا بیوٹی پارلر بھی کھول لیا۔ پلوشہ نے تربیت کے دوران جو کچھ سیکھا تھا اب اسے استعمال کرنا شروع کر دیا اور گھر میں ہی پارلر چلانے لگیں۔ کچھ عرصے بعد ہی انہوں نے اپنے علاقے کی خواتین کو بیوٹیشن کورس کرانا شروع کر دیا۔ اب نہ صرف انہوں نے اپنے معقول کلائنٹ بنا لئے ہیں بلکہ طلبہ کی تعداد بھی کافی ہے اور ان کی ماہانہ آمدنی نمایاں حد تک بڑھ گئی ہے۔

© UNDP Pakistan

باکس فیچر

ہمارے نوجوانوں کی خود مختاری

جنریشن اَن لمیٹڈ پاکستان

''جنریشن اَن لمیٹڈ پاکستان''
نوجوانوں کے ساتھ مل کر نوجوانوں کے مستقبل کی تعمیر

نوٹ: یہ بائس فیچر یونیسیف کے تعاون سے پیش کیا جارہا ہے۔

''جنریشن اَن لمیٹڈ'' (جین یو-GenU) کا آغاز ستمبر 2018 میں کیا گیا جو کئی مختلف شعبوں کے درمیان ایک عالمی پارٹنرشپ ہے جس کا مقصد نوجوانوں کو خود مختار بنانا ہے کہ وہ ثانوی سطح کی تعلیم کے ساتھ ساتھ روزگار اور انٹرپرینیورشپ (Entrepreneurship) کی تربیت حاصل کر کے معاشرے کے سودمند اور فعال رکن بن سکیں۔ ''جین یو'' اس یقین کے تحت سرگرم عمل ہے کہ تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ ہمارے پاس اتنی بڑی تعداد میں نوجوان موجود ہیں اور انہیں عملی زندگی کے سفر کے لئے تیار کر لیا جائے تو عالمی ترقی کے لامحدود مواقع پیدا ہو جائیں گے۔

پاکستان ''جین یو'' میں قومی سطح کے صف اول کے 16 ممالک میں سے ایک ہے اور جنوبی ایشیا کے سب سے نوجوان ملکوں میں دوسرے نمبر پر ہے۔ 2019 کے ایک اندازے کے مطابق 10 سے 24 سال عمر کے افراد کی تعداد 6 کروڑ 54 لاکھ (3 کروڑ 38 لاکھ مرد اور 3 کروڑ 16 لاکھ خواتین) ہے۔[1] یہ ''ہجوم نوجواناں'' ملک کی سماجی و معاشی ترقی کے لئے منفرد نوعیت کے کئی چیلنج اور مواقع پیدا کرتا ہے۔ اس ہجوم نوجواناں کو ''آبادیاتی ثمر'' میں تبدیل کرنے کے لئے ناگزیر ہے کہ تعلیم، تربیت اور روزگار کے مواقع تک ان کی رسائی بہتر بنائی جائے۔
فی الوقت پاکستان میں تعلیم، روزگار اور تربیت کے اشاریے کچھ اتنے امید افزا نہیں ہیں۔ اندازوں کے مطابق پاکستان میں پرائمری، مڈل اور سیکنڈری سکولوں میں داخلے کی خام شرح بالترتیب 97 فیصد، 55 فیصد اور 34 فیصد ہے یعنی اس وقت 3 کروڑ 42 لاکھ بچے اور نوعمر لڑکے اور لڑکیاں رسمی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

صورتحال اس صورت میں مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے جب آپ یہ دیکھتے ہیں کہ سکول کی عمر کے تقریباً 2 کروڑ 30 لاکھ بچے اور نوعمر لڑکے اور لڑکیاں، جن کی عمریں 5 سے 16 سال کے درمیان ہیں (جو سکول کی عمر کی آبادی کا 44 فیصد بنتے ہیں) سکول سے باہر ہیں۔ پندرہ سے چوبیس سال عمر کے کل 4 کروڑ 26 لاکھ نوجوانوں میں سے 31 فیصد تعلیم، روزگار یا کسی طرح کی تربیتی سرگرمیوں میں نہیں ہیں۔ اس گروپ میں بیروزگاری کی شرح 7.9 ہے۔[2] حکومتی اندازوں کے مطابق تقریباً تین ملین نوجوان ہر سال روزگار کی منڈی میں قدم رکھتے ہیں لیکن ملک بھر میں ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل ایجوکیشن ٹریننگ (ٹی وی ای ٹی) کے 3,500 سے زائد اداروں میں سالانہ تربیت کی گنجائش پانچ لاکھ سے بھی کم ہے۔

اس ہجوم نوجواناں کی استعداد کو بروئے کار لانے کے لئے حکومت نے شعبہ تعلیم میں اصلاحات، مہارتوں اور تربیت کے شعبے میں اصلاحات اور وزیراعظم کے کامیاب جوان پروگرام سمیت مختلف پروگراموں کا آغاز کیا ہے۔ تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں نوجوانوں سے متعلق اس وقت جن پروگراموں یا سکیموں پر کام ہو رہا ہے اور جو سرمایہ کاری ہو رہی ہے ان میں 18 سے 29 سال عمر کے افراد پر توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ لیکن صورتحال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو تعلیم اور مہارتیں دی جارہی ہیں وہ حصول روزگار میں مدد نہیں دیتیں، خاص طور پر ان افراد کو جن کی عمریں اٹھارہ سال سے کم ہیں۔

اس بناء پر ''جین یو'' پاکستان کا مقصد ایک ایسی تحریک پیدا کرنا ہے جو نوجوانوں بالخصوص نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں (دس سے انیس سال) کو اس طرح تیار کرنے میں مدد دے کہ وہ تعلیم اور مہارتیں حاصل کر سکیں اور اپنے مستقبل کی تعمیر کرتے ہوئے سودمند شہری بن سکیں۔

اس مقصد کے لئے وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت کے اشتراک سے اور بطور سیکرٹیریٹ نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن (نیوٹیک) کے ساتھ مل کر ''جین یو'' پاکستان نے حکومت، کثیر سطحی تنظیموں، سول سوسائٹی اور نجی شعبے سے تعلق رکھنے والے پارٹنرز اور ملک بھر سے نوجوانوں کو یکجا کیا جنہوں نے اس بارے میں تبادلہ خیالات کیا کہ وسیع پیمانے پر نوجوانوں کے لئے تعلیم و تربیت میں توسیع اور روزگار کے مواقع کی فوری ضروریات کو کس طرح پورا کیا جائے۔

پاکستان کے لئے ''جین یو'' کی کچھ مفید تجاویز درج ذیل ہیں:

- سکول سے باہر، دس سے انیس سالہ نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد میں کمی لائی جائے۔
- نوعمر افراد کو مواقع فراہم کئے جائیں کہ وہ کم سے کم تعلیمی قابلیت اور بنیادی مہارتیں مثلاً گنتی کی صلاحیت اور خواندگی حاصل کر سکیں کیونکہ مہارتوں کی تربیت یا رسمی تعلیم میں داخلہ لینے کے لئے یہ ضروری ہیں۔
- نوعمر افراد (دس سے انیس سال) کو پوری طرح تیار کیا جائے کہ وہ نوجوانوں کی صلاحیتیں بہتر بنانے اور مہارتوں کی تربیت کے مختلف مواقع سے استفادہ کر سکیں۔
- نوعمر افراد کو مدد دی جائے کہ وہ مختلف تعلیمی اور مہارتیں بہتر بنانے کے پروگراموں سے فائدہ اٹھا سکیں اور پھر عملی زندگی میں قدم رکھ سکیں۔
- تعلیم اور مہارتوں میں بہتری کے پروگراموں میں سرکاری اور نجی شعبے کی دلچسپی پیدا کی جائے اور انہیں ان میں سرمایہ کاری پر مائل کیا جائے۔

یو' پاکستان کے تحت مختلف پلیٹ فارم بنائے جارہے ہیں: معاشرے میں اثر و رسوخ رکھنے والے افراد کے لئے 'جین یو پاکستان چیمپینز'، نجی شعبے کے لئے 'فرینڈز آف جین یو' اور نوجوانوں کے لئے 'دووئی دی فیوچر گروپ' (We the Future Group)۔

اس سلسلے میں 'دووئی دی فیوچر گروپ' ایک مرکزی پلیٹ فارم کا کام دے گا جس کی بدولت نوجوان اپنی آواز بلند کر سکیں گے اور تمام تر سرگرمیوں کو مقامی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے عمل میں انہیں مرکزی حیثیت ملے گی۔ نوجوانوں کے لئے مشترکہ تخلیق اور مشاورت کا کام دینے والے اس فورم کی تشکیل اس وقت کی جائے گی جب ''جین یو'' کا پاکستان میں باضابطہ اجراء ہو گا۔ 'دووئی دی فیوچر گروپ' ایک ساز گار ماحول پیدا کرتے ہوئے اس امر کو یقینی بنائے گا کہ کمیونٹی اور سرکاری ادارے ایسی جگہیں فراہم کریں جنہیں استعمال کرتے ہوئے نوجوان اپنی زندگیوں میں پیش آنے والے مسائل پر کام کر سکیں، ان کے حل میں حصہ لے سکیں اور ان پر آواز بلند کر سکیں۔

یہ گروپ ''گلوبل جین یو یوتھ چیلنج'' کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے جدت آمیز خیالات یا آئیڈیاز اور مشترکہ تخلیقی عمل کے لئے انکیوبیٹر (Incubator) کا کام دے گا۔ یوتھ چیلنج، جدت آمیز خیالات پر کام کرنے والے نوجوانوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ تعلیم، روزگار اور سماجی سرگرمیوں میں بہتری لانے کی نئی راہیں نکالیں۔ اس کا مقصد ان نوجوانوں کے لئے مشعل راہ بننا ہے جو شاندار خیالات رکھتے ہیں لیکن انہیں حقیقت کا روپ دینے کے لئے وسائل سے محروم ہیں۔ ان میں وہ نوجوان پناہ گزین بھی شامل ہیں جو اپنی نسلی وابستگی، صنف یا معذوری کی بناء پر امتیاز کا شکار ہیں، اور وہ نوجوان جو غربت کے ہاتھوں محرومی کا شکار ہیں۔

1 ورلڈ پاپولیشن ریویو، http://worldpopulationreview.com/countries/pakistan-population/#undefined_(2019)،Pakistan Population by Age

2 انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے اعداد و شمار (2018)

انٹرویو

ہمارے نوجوانوں کی خود مختاری

ماہرین کے ساتھ سوال و جواب

انٹرویو

سعد حامد

کمیونٹی مینیجر، ڈویلپر ریلیشنز اینڈ ایکوسسٹم، گوگل

مکرر ارشاد

”... آگے کی طرف بڑھیں گے تو مقامی پالیسیوں اور اقدامات کے لئے ایک عملی منصوبے اور اس بات کو سمجھنے کی ضرورت پڑے گی کہ رابطوں کی ڈور میں جڑے نوجوانوں کو انٹرنیٹ تک رسائی کس طرح دی جا سکتی ہے اور انہیں دنیا کے ساتھ جوڑ کر مزید مواقع کس طرح پیدا کئے جا سکتے ہیں۔“

آپ کی رائے میں پاکستان کو اپنے نوجوانوں کی صلاحیتیں بروئے کار لانے میں کون کون سی بڑی رکاوٹیں درپیش ہیں؟

میری رائے میں پاکستان میں تین ایسی بڑی رکاوٹیں ہیں جو اس کے نوجوانوں کو اپنی صلاحیتیں بروئے کار لانے سے روک رہی ہیں یعنی رابطہ سہولیات کی کمی، تعلیم کا ناقص معیار اور روزگار یا کیریئر کے تحفظ کا فقدان۔

مثال کے طور پر پہلی بات کو لے لیتے ہیں۔ صرف 35 فیصد پاکستانی آبادی کو انٹرنیٹ تک رسائی میسر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوجوانوں کی انٹرنیٹ رابطہ سہولیات تک رسائی ناقص ہے۔ جیسے جیسے دنیا آگے بڑھ رہی ہے اور تعلیم، تفریح اور خود مختاری کے حوالے سے ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا کردار بڑھ رہا ہے، جس کا نظارہ ہم کرونا وائرس کی وباء کے بعد کی دنیا میں بخوبی کر رہے ہیں، ملک میں جو نوجوان رابطہ سہولیات سے محروم ہیں، وہ اس دوڑ میں بہت پیچھے نظر آتے ہیں۔ ڈیجیٹل تقسیم نے نہ صرف پوری آبادی کو بلکہ نوجوانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

دوسری بات، پورے ملک میں تعلیمی معیار کے حوالے سے بہت بڑا خلاء دکھائی دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بڑے شہروں میں بھی سرکاری اور نجی شعبے کے سکولوں اور کالجوں میں دی جانے والی تعلیم کے معیار کے فرق میں شدید فرق بالکل نمایاں ہے۔ مزید برآں، تعلیم کے اخراجات چونکہ اپنی جگہ ایک چیلنج ہیں اس لئے صرف دولت مند طبقہ ہی اچھے سکولوں اور کالجوں کی استطاعت رکھتا ہے جبکہ نچلے اور متوسط طبقے کے نوجوان معیاری تعلیم تک رسائی سے محروم رہ جاتے ہیں۔

آخری بات، ملک اور معیشت کی مشکل صورتحال کے باعث پاکستانی نوجوانوں کو کبھی بھی کیریئر اور زندگی کا تحفظ نصیب نہیں ہوا۔ نوجوان، خاص طور پر جو بڑے شہروں میں رہتے ہیں، بہتر مواقع اور محفوظ ملازمت کی تلاش میں سمندر پار کو اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں۔ اگر ہم یہاں پاکستان میں نوجوانوں کے لئے بہتر اور محفوظ ماحول پیدا کر سکیں تو یہ 'برین ڈرین' کم ہو جائے گا اور نوجوان اپنے ملک میں رہیں گے، اپنے علم اور مہارتوں کو اس کی خاطر بروئے کار لائیں گے اور مل کر ایک بہتر پاکستان کی تعمیر کریں گے۔

تعلیم اور پیشہ ورانہ مہارت کے موجودہ بنیادی ڈھانچے سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے نوجوانوں کی مہارتوں اور صلاحیتوں کو کس طرح بہتر بنایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی فلاح اور آسودگی کے لئے کام کر سکیں؟

تعلیم اور پیشہ ورانہ مہارتوں کے فروغ کے لئے پاکستان میں بنیادی ڈھانچے کی شاندار سہولیات موجود ہیں جن میں نجی اور سرکاری دونوں شعبوں کا حصہ شامل ہے۔ تاہم ان موجودہ پروگراموں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ ڈیجیٹل مارکیٹ کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہیں اور ایسی مہارتوں والا ٹیلنٹ تیار کر رہے ہیں جس کی مارکیٹ میں مانگ کم ہے یا جو فرسودہ ہو چکا ہے۔

پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ ان پروگراموں کا نصاب موجودہ تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے اور نئے کورسز متعارف کرائے جائیں جن کی بدولت نوجوان ان مہارتوں پر توجہ مرکوز کر سکیں جو انہیں مستقبل کے مواقع سے جوڑیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، معیشت پر کرونا وائرس کے اثرات کے پیش نظر، ڈیجیٹل میدان میں ایک بہت بڑی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے جس کی بدولت نوجوان گھر بیٹھ کر تربیت حاصل کر سکیں۔ دنیا بھر میں بے شمار ایسے تربیتی پروگرام چل رہے ہیں جن میں کسی خاص جگہ پر آنا یا جسمانی موجودگی آپ کے لئے ضروری نہیں، پاکستان میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔

آپ کے رائے میں کرونا وائرس کی وجہ سے تعلیم، روزگار اور بامعنی شمولیت میں پیدا ہونے والے تعطل کے اعتبار سے پاکستانی نوجوانوں پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

نوجوانوں میں جو شدید تقسیم پہلے سے موجود ہے، کرونا وائرس کی وباء کے باعث اس میں مزید بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ جن لوگوں کو رابطے کی عمدہ سہولیات تک رسائی میسر ہے وہ تعلیم بھی حاصل کرتے رہیں گے اور نئی چیزیں بھی سیکھتے رہیں گے۔ لیکن جو لوگ ان سے محروم ہیں، وہ سیکھنے کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے اور پھر یہی محروم نوجوان تعلیم اور مواقع کے اعتبار سے بھی پیچھے رہ جائیں گے۔

روزگار ایک اور شعبہ ہے جو اس تقسیم کے نتیجے میں مزید بڑھے گا۔ موجودہ حالات میں زیادہ تر کاروباری اداروں نے گھر سے کام کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، اس سے ایسے نوجوانوں کے لئے کام کے مزید مواقع پیدا ہوں گے جن کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے اور جو ڈیجیٹل شعبے کے رموز سے اچھی طرح واقف ہیں۔ دوسری جانب جو نوجوان ٹیکنالوجی سے لیس نہیں ہیں یا اس میں زیادہ کچھ نہیں سیکھ پائے، وہ پیچھے رہ جائیں گے اور ان کے حصے میں کم معاوضے والی ملازمتیں آئیں گی اور جب کام کی خاطر جسمانی موجودگی ضروری ہوگی تو ان کے لئے وائرس سے متاثر ہونے کا خطرہ بھی ہوگا۔

مختلف متعلقہ فریق مثلاً حکومت، سول سوسائٹی، اور ترقیاتی شعبے کے پارٹنرز بحران کے دنوں میں نوجوانوں پر مرتب ہونے والے ان اثرات کو کم کرنے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

آج اس کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے کہ حکومت، سول سوسائٹی، ترقیاتی شعبے کے پارٹنرز اور نجی شعبہ مل کر کام کریں اور یہ دیکھیں کہ کیا کرنا ہے اور آئندہ پانچ سال کے دوران نوجوانوں کے لئے حکمت عملی کیا ہونی چاہئے۔ یہ سرکاری اور نجی شعبے کے درمیان اشتراک عمل کے مواقع کو آزمانے کا بہترین وقت ہے۔ حکومت بنیادی ڈھانچے کی سہولتیں مہیا کر سکتی ہے اور رسائی کے اعتبار سے ہر جگہ موجود ہے۔ نجی شعبہ اور سول سوسائٹی اس کے ساتھ مل جائیں تو یہ لوگ مسائل کے حل نکال سکتے ہیں، علوم، جدت، رفتار اور بہترین طریقے متعارف کرا سکتے ہیں اور ایسی راہیں نکال سکتے ہیں جو اس بحران میں نوجوان کے لئے مددگار رہیں گی۔

آگے کی طرف بڑھیں تو مقامی سطح پر کن پالیسیوں یا اقدامات پر عملدرآمد کی ضرورت ہوگی جو عالمی سطح کے بہترین مروجہ طریقوں کی روشنی میں جدت آمیز راہوں پر چل کر نوجوانوں کو بااختیار بنانے میں مدد دیں؟

وباء نے ایک بات ہمارے سامنے بالکل عیاں کر دی ہے کہ رابطہ سہولیات یا ان کی کمی وسیع ڈیجیٹل تقسیم پیدا کر سکتی ہے۔ آگے کی طرف بڑھیں گے تو ہمیں مقامی پالیسیوں اور اقدامات کے سلسلے میں ایک عملی منصوبے کی ضرورت ہو گی، ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ نوجوانوں کو انٹرنیٹ تک رسائی کس طرح دی جا سکتی ہے اور انہیں دنیا کے ساتھ جوڑنے کے مزید مواقع کس طرح پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ دوسری جانب جو لوگ رابطہ سہولیات سے محروم ہیں، ان کے لئے ایسے نظام وضع کرنا ہوں گے کہ وہ بھی رابطوں کی اس دنیا سے جڑ جائیں۔ پاکستان کی 60 فیصد آبادی تیس سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے اور 22 کروڑ کی آبادی میں صرف 35 فیصد لوگ انٹرنیٹ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، اس لئے کسی بھی پالیسی بحث، پروگرام کا مرکزی موضوع بحث ہونا چاہئے، ”رابطہ سہولیات سے لیس بمقابلہ رابطہ سہولیات سے محروم“۔

انٹرویو

نگہت داد

ایگزیکٹو ڈائریکٹر، ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن
ٹی ای ڈی گلوبل فیلو

آپ کی رائے میں پاکستان کو اپنے نوجوانوں کی صلاحیتیں بروئے کار لانے میں کون کون سی بڑی رکاوٹیں درپیش ہیں؟

متعدد ذرائع کے مطابق پاکستان کی 63 فیصد آبادی 25 سال سے کم عمر ہے۔ ان میں سے انٹرپرینیورز (Entrepreneurs) کو تلاش کرنے اور آگے لانے کی بے پناہ گنجائش موجود ہے لیکن ان کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے کی بات کریں تو یہ مسئلہ ہر جگہ موجود ہے۔ اس وقت پاکستان میں جو ماڈل ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے اس پر اشرافیہ کا قبضہ ہے اور یہ انہی لوگوں کے حق میں کام کرتا ہے جنہیں بعض مخصوص مراعات حاصل ہیں۔ اسے صحیح معنوں میں صحت مندانہ ماحول میں تبدیل کرنے کے لئے ہمیں شعوری کوششیں کرنا ہوں گی، ہر طرح کے پس منظر سے تعلق رکھنے والے مختلف مفادات کے حامل لوگوں تک پہنچنا ہوگا اور ان کے لئے فنڈز یقینی بنانا ہوں گے۔

اگرچہ اس مقصد کے لئے کئی عمدہ کاوشوں پر کام ہو رہا ہے اور فنڈز بھی استعمال ہو رہے ہیں لیکن اس ماحول کو نوجوانوں کے لئے سازگار بنانے کے لئے ضروری ہوگا کہ یہ رسائی میں آسان ہو۔

تعلیم اور پیشہ ورانہ مہارت کے موجودہ بنیادی ڈھانچے سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے نوجوانوں کی مہارتوں اور صلاحیتوں کو کس طرح بہتر بنایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی فلاح اور آسودگی کے لئے کام کرسکیں؟

فی الوقت ہمارا تعلیمی نظام رٹہ پر چل رہا ہے اور پڑھائی بھی ایسی ہے جس کا حقیقت کی دنیا کے سیاق و سباق اور حالات سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر سطح پر تعلیم ایسی ہونی چاہئے جو طلبہ کو حقیقی دنیا اور سکول سے باہر کی زندگی کے لئے تیار کرنے میں مدد دے۔

نظام تعلیم کو ان مہارتوں اور جذبوں پر غور و فکر کرنی چاہئے جو وہ طلبہ کے ذہنوں اور دلوں میں پیدا کرسکتا ہے۔ ان میں سے بعض مستقبل کے رجحانات پر مبنی ہونی چاہئیں کہ آنے والے دنوں میں دنیا کیسی ہوگی۔ بچے جو کچھ گھر، جماعت میں سیکھ رہے ہیں اور ان کے اردگرد دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اصل میں دونوں کا ہم آہنگ ہو کر چلنا بہت ضروری ہے۔

آپ کے رائے میں کرونا وائرس کی وجہ سے تعلیم، روزگار اور بامعنی شمولیت میں پیدا ہونے والے تعطل کے اعتبار سے پاکستانی نوجوانوں پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

ملک کے نوجوانوں پر کرونا وائرس کے اثرات ہر فرد کے معاشی پس منظر کے مطابق سب کے لئے مختلف ہوں گے۔ جن لوگوں کو بعض مراعات میسر ہیں وہ تعلیم بھی حاصل کرلیں گے اور موقع ملنے پر انہیں روزگار بھی مل جائے گا۔ اس کے علاوہ عین ممکن ہے کہ انہیں اپنے اہل خانہ کی طرف سے تحفظ بہرحال مل جائے گا۔

مکرر ارشاد

"... اگرچہ اس مقصد کے لئے کئی عمدہ پروگرام اور فنڈز کام کر رہے ہیں لیکن تمام تر ماحول کو 'نوجوان دوست' بنانے کے لئے انہیں سب کی رسائی میں بھی لانا ہوگا۔"

دوسری جانب، جو سکول اور یونیورسٹیاں انٹرنیٹ کی جدید سہولیات تک رسائی میں پیچھے ہیں یا جو طلبہ ایسے علاقوں میں رہ رہے ہیں جہاں انٹرنیٹ رابطے کی سہولیات مستحکم نہیں ہیں، ان کے لئے کرونا وائرس کی وبائی حصول تعلیم کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ پیدا کردے گی۔ ان طلبہ پر اپنے اہل خانہ کی طرف سے بھی دباؤ ہوتا ہے کہ وہ ان کا سہارا بنیں، یا پھر طالبات جیسے ہی ایک خاص عمر کو پہنچتی ہیں، ان پر شادی کے لئے دباؤ بڑھنے لگتا ہے۔ وباء کے باعث لاتعداد طلبہ ایسے ہوں گے جو شاید اگلے تعلیمی سال میں نظر نہ آئیں کیونکہ بعض گھرانوں کے معاشی اخراجات ہوسکتا ہے، بہت زیادہ بڑھ جائیں اور وہ اس کے متحمل ہی نہ رہیں۔

مختلف متعلقہ فریق مثلاً حکومت، سول سوسائٹی، اور ترقیاتی شعبے کے پارٹنرز بحران کے دنوں میں نوجوانوں پر مرتب ہونے والے ان اثرات کو کم کرنے میں کیا کردار ادا کرسکتے ہیں؟

حکومتی سطح پر سکولوں اور کالجوں کی معاونت کے لئے بھرپور لابی سرگرمیاں ہونی چاہئیں کہ وہ محروم طبقات کے طلبہ کے لئے زیادہ وظائف مہیا کرے۔ حکام پر اس سلسلے میں بھی دباؤ بڑھانے کی ضرورت ہے کہ وہ حال ہی فارغ التحصیل ہونے والے ان طلبہ کی مدد کریں جو کوئی کام نہیں کر رہے، اور ان نوجوانوں کی بھی جنہیں وباء کے باعث ملازمت سے فارغ کردیا گیا ہے۔

آگے کی طرف بڑھیں تو مقامی سطح پر کن پالیسیوں یا اقدامات پر عملدرآمد کی ضرورت ہوگی جو عالمی سطح کے بہترین مروجہ طریقوں کی روشنی میں جدت آمیز راہوں پر چل کر نوجوانوں کو بااختیار بنانے میں مدد دیں؟

درج ذیل سفارشات زیر غور لائی جاسکتی ہیں:

- نوجوانوں کو مرکزی حیثیت دینے والی سرگرمیوں میں اضافہ ہونا چاہئے اور مختلف مہارتیں بڑھانے کے لئے تربیت پر توجہ مرکوز کی جائے۔
- سکولوں کے لئے لازم قرار دیا جائے کہ وہ ٹیکنالوجی کے موثر استعمال کی تربیت اور طلبہ کو ٹیکنالوجی کی بنیادی مہارتوں سے لیس کرنے کے لئے کلاسیں پڑھائیں۔
- حکومتی سطح پر ایسی گرانٹس اور انعامی پروگراموں کا اجراء کیا جائے جن سے طلبہ نئے کاروباری اور / تحقیقی خیالات کے بارے میں سوچ بچار پر مائل ہوں۔
- بیوروکریسی کی سطح پر نوجوانوں کے لئے ملک میں اپنا کاروبار شروع کرنے اور اپنی فرمیں بنانے کے عمل کو زیادہ آسان بنایا جائے، مثلاً انہیں مختلف مراعات جیسے ٹیکس استثناء یا گرانٹس وغیرہ دی جائیں۔
- سکولوں اور کالجوں کو مقامی ارکان مقننہ کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے اور نوجوانوں میں کلاسوں، مقابلوں، انٹرن شپ وغیرہ کے ذریعے کم عمری سے ہی تحقیقی سرگرمیوں اور / یا اپنا کاروبار کرنے کے جذبے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

انٹرویو

عمیر جاوید

اسسٹنٹ پروفیسر، پولیٹکس اینڈ سوشیالوجی
لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (لمس)

مکرر ارشاد

”...اس وقت سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائے کہ سماجی، معاشی اور تدریسی تعطل کم سے کم ہو۔“

آپ کی رائے میں پاکستان کو اپنے نوجوانوں کی صلاحیتیں بروئے کار لانے میں کون کون سی بڑی رکاوٹیں درپیش ہیں؟

صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا مطلب اگر یہاں تخلیق کرنا اور پھر اپنی مادی و علمی خواہشات کو پورا کرنا ہے تو اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ ہمارے ہاں پائیدار، مستحکم اور روزگار پیدا کرنے والی معاشی افزائش ناپید ہے جو نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی شہری آبادی کو جذب کر سکے۔ دیگر رکاوٹوں میں وہ نظریاتی و ثقافتی بندشیں شامل ہیں جو نہ صرف نسل در نسل تعلقات سے پیدا ہوتی ہیں بلکہ خود ریاست اور اس سے جڑے ارباب اختیار بھی ان کو جنم دیتے ہیں۔

تعلیم اور پیشہ ورانہ مہارت کے موجودہ بنیادی ڈھانچے سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے نوجوانوں کی مہارتوں اور صلاحیتوں کو کس طرح بہتر بنایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی فلاح اور آسودگی کے لئے کام کر سکیں؟

سرکاری شعبے کے تعلیمی اداروں کو مناسب فنڈز ملنے چاہئیں۔ اس کے علاوہ نوجوانوں کو وہ سہولیات اور وسائل مہیا کرنے کی ضرورت ہے جن کے ذریعے وہ وسیع علوم تک رسائی حاصل کر سکیں اور عالمی سطح پر زیادہ بہتر طریقے سے اپنے آپ کو منوا سکیں۔ انہیں ان طریقوں اور ذرائع تک رسائی ملنی چاہئے جو مختلف شعبوں میں آگے بڑھنے کے لئے ضروری ہیں۔ پیشہ ورانہ تعلیم کے مراکز میں ایسے کورسز کرائے جائیں جو مارکیٹ کی مانگ کے مطابق ہوں، مارکیٹ کے رجحانات سے ہم آہنگ ہوں اور حصول روزگار کی راہ ہموار کر سکیں۔ بحیثیت مجموعی، شعبہ تعلیم میں نہ صرف پیشہ ورانہ تربیت پر زور دیا جائے بلکہ دانشورانہ اور ثقافتی وسعت بہتر بنانے کی بھی کوشش کی جائے۔

آپ کے رائے میں کرونا وائرس کی وجہ سے تعلیم، روزگار اور بامعنی شمولیت میں پیدا ہونے والے تعطل کے اعتبار سے پاکستانی نوجوانوں پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

آن لائن پڑھائی کے اپنے کچھ تقاضے ہیں اور اس میں رسائی کے حوالے سے طبقات، صنف اور جغرافیہ سے متعلق کئی مسائل اپنی جگہ، لیکن تعلیمی ادارے ایک ایسے پلیٹ فارم کا کام دیتے ہیں جہاں نوجوانوں کو آپس میں میل جول کا موقع ملتا ہے، وہ دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ گھل مل کر بہت سی سرگرمیاں کرتے ہیں اور وہاں انہیں سرپرستی کے مواقع بھی ملتے ہیں، اس لئے ان میں تعطل کی وجہ سے پیدا ہونے والے اثرات خاصے نمایاں ہیں کیونکہ دور بیٹھ کر یا گھر میں بیٹھ کر یہ سب کچھ اتنا اچھے طریقے سے نہیں ہو سکتا۔ زیادہ وسیع معنوں میں معیشت پر کرونا وائرس کے منفی اثرات کی وجہ سے رسمی شعبے، جو سماجی و معاشی فعالی اور امنگوں کی تکمیل میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، میں مستحکم مواقع کی تعداد میں کمی آئے گی۔

مختلف متعلقہ فریق مثلاً حکومت، سول سوسائٹی، اور ترقیاتی شعبے کے پارٹنرز بحران کے دنوں میں نوجوانوں پر مرتب ہونے والے ان اثرات کو کم کرنے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

فی الوقت سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائے کہ سماجی و معاشی شعبے اور تعلیمی سرگرمیوں میں تعطل کم سے کم رہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سماجی تحفظ اور بہبود کے بہتر اقدامات کئے جائیں اور ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے موجودہ مالی ترجیحات کا تجزیہ کیا جائے۔ سول سوسائٹی کا اپنا ایک کردار ہے۔ ایک بہترین طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ای سلیوشنز فراہم کر کے ضمنی طور پر اپنا حصہ ملائے اور نوجوانوں کے لئے ایسے مواقع پیدا کرے جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ لوگوں کے لئے جاری امدادی اور فلاحی سرگرمیوں میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

آگے کی طرف بڑھیں تو مقامی سطح پر کن پالیسیوں یا اقدامات پر عملدرآمد کی ضرورت ہوگی جو عالمی سطح کے بہترین مروجہ طریقوں کی روشنی میں جدت آمیز راہوں پر چل کر نوجوانوں کو بااختیار بنانے میں مدد دیں؟

ملک میں انڈر گریجویٹ تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت کی صورتحال بہتر بنانے پر زیادہ توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ سیکھنے کے ان مواقع سے اگر انہیں عملی اور علمی یا 'سافٹ' نوعیت کی مہارتیں (انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیٹا کا تجزیہ، تنقیدی سوچ، ابلاغیات وغیرہ)، جن کی بدولت نوجوان افرادی قوت کی مقامی منڈی کے نقائص سے محفوظ رہ سکتے ہیں، ملنے لگیں تو اس بھی بہت مدد ملے گی۔ نوجوانوں کو سیاسی نمائندگی دینا اور باقاعدہ شکل میں ایسے ذرائع فراہم کرنا جن کی بدولت وہ اپنے خدشات کا بھرپور طریقے سے اظہار کر سکیں، پاکستان کی ایک اور فوری ضرورت ہے۔

ڈویلپمنٹ ایڈووکیٹ
پاکستان